6 سو 94 روپے ماہانہ غربت ختم کر سکتے ہیں؟

ملک ریاض حسین

29 اپریل 2007 روزنامہ جناح

میرے ایک دوست پاکستان بیت المال میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ اکثر ان سے ملاقات رہتی ہے۔ کل لندن میں وہ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے باتوں باتوں میں پوچھا ''بیت المال کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا ''بیت المال وزارت سماجی بہبود وخصوصی تعلیم کا ذیلی ادارہ ہے جس کا مقصد غریبوں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرنا ہے''۔ میں نے ان سے پوچھا ''اس ادارے نے آج تک لوگوں کی کیا مدد کی ہے'' انہوں نے بتایا ''گذشتہ پانچ برسوں میں غریبوں اور مستحقین میں 21 ارب روپے سے زائد رقم تقسیم کی۔ پنجاب کے بارہ اضلاع ملتان، خانیوال، لودھراں، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، بہاولنگر، وہاڑی، بہاولپور، رحیم یار خان، لیہ، راجن پور اور بھکر میں ہر ضلع میں 250 غریب اور مستحق گھرانوں میں چھ کروڑ روپے سے زائد رقم تقسیم کی جا چکی ہے جبکہ بیت المال صوبہ سرحد، سندھ، بلوچستان، آزاد کشمیر، شمالی علاقہ جات اور اسلام آباد کے غریبوں اور ناداروں کی مدد بھی کر رہا ہے۔'' میرے دوست کا کہنا تھا ''پاکستان میں 60 لاکھ سے زائد خاندان غربت کا شکار ہیں اور حکومت آج تک 30 لاکھ خاندانوں تک رسائی حاصل کر چکی ہے۔ حکومت پاکستان نے غربت کے خاتمے کیلئے مختص رقم 21 ارب روپے سے بڑھا کر 25 ارب روپے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ رقم آئندہ چند برسوں میں مستحقین پر خرچ کی جائے گی''۔ میرے دوست کا کہنا تھا ''موجودہ حکومت کی کارکردگی ملکی تاریخ کے ہر دور سے بہتر رہی ہے، آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ 1992 سے 1999 تک غریب اور مستحق افراد پر صرف 4 ارب روپے خرچ کیے جاتے تھے لیکن اب یہ رقم بڑھ کر 25 ارب روپے کی جا رہی ہے جس سے نچلے طبقے کے حالات زندگی میں انقلاب آ جائے گا''۔

میں اپنے دوست کی بات سن کر مسکرایا کیونکہ 30 لاکھ خاندانوں کیلئے 25 ارب روپے کی رقم کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ 25 ارب روپے کو 30 لاکھ خاندانوں پر تقسیم کیا جائے تو

یہ 8ہزار 3 سو روپے بنتے ہیں، ان 8ہزار 3سو روپوں کو سال کے بارہ مہینوں پر تقسیم کیا جائے تو یہ 6سو94روپے ماہانہ بنتے ہیں۔ اگر فرض کریں ایک خاندان میں چھ افراد ہوں تو مجھے دنیا کا کوئی اکانومسٹ بتائے 6سو94روپے سے پورے خاندان کا پیٹ پال سکتا ہے؟ پاکستان میں مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ آٹے کے 20 کلو تھیلے کی قیمت 270روپے ہے، چینی کی قیمت فی کلو 32 روپے ہے، اسی طرح گھی 92 روپے، دال چنا 48روپے، دال مسور 50روپے، دال ماش80روپے، چاول باسمتی 55 سے 60روپے، پیاز 40روپے، آلو16 روپے مرغی 85 سے 90روپے، بڑا گوشت140 سے 150 روپے اور چھوٹا گوشت 250 سے 260 روپے میں فروخت ہورہا ہے۔ اگر ہم صرف انتہائی ضروری چیزوں کی فہرست بنائیں اوراس فہرست میں درج اشیاء کے نرخ لیں تو بھی میرا خیال ہے ایک گھرانے کو ماہانہ 8 سے 15 ہزارروپے درکار ہوتے ہیں اوراس رقم میں وہ صرف زندگی اور سانس کا رشتہ قائم رکھ سکتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ہماری حکومت لوگوں کو 6 سے 94 روپے ماہانہ دے کر سمجھتی ہے اس نے اپنا فرض ادا کردیا ہے۔ ان 6سو94روپے میں ایک خاندان صاف پانی نہیں پی سکتا، ایک نارمل انسان کو کھانسی روکنے کیلئے ایک ہزارروپے سے زائد رقم چاہیے ہوتی ہے جبکہ چھ افراد کا خاندان مہینے میں دو سے اڑھائی ہزارروپے کا صرف آٹا کھا جاتا ہے۔ یہ بھی طے شدہ حقیقت ہے ان30لاکھ خاندانوں کے پاس رہنے کے لیے اپنی چھت نہیں ہوگی کیونکہ عالمی قوانین وضوابط کے مطابق جو شخص ذاتی گھر کا مالک ہے اسے غریب نہیں سمجھا جاتا۔ اگر یہ 30لاکھ خاندان غریب ہیں تو یہ لوگ کرائے کے مکانوں میں رہتے ہیں۔ ذرا تصور کیجئے اور دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کیا کوئی خاندان 6سو94روپے میں کرائے کے مکان میں رہ سکتا ہے؟ آج اگر ہم کرائے پر غار بھی حاصل کرنا چاہیں تو اس کے لیے بھی آپ کو ہزار روپے سے زائد رقم چاہیے ہوگی۔ انسان 6سو94روپے میں بدن پر پتے بھی نہیں باندھ سکتا۔ یہ صرف ان30لاکھ خاندانوں کی بات ہے جن تک حکومت کی رسائی ہے جبکہ بیت المال کے اپنے اعداد وشمار کے مطابق پاکستان میں مزید 30لاکھ ایسے خاندان موجود ہیں جن تک ابھی حکومت نہیں پہنچی۔ آپ ان خاندانوں کی پسماندگی کا اندازہ لگائیں جو لوگ خود حکومت کے بارے میں جانتے

ہیں اور نہ ہی حکومت ان تک پہنچ پا رہی ہے۔ ذرا تصور کیجئے وہ لوگ کس طرح زندگی گزار رہے ہوں گے۔ یہ صرف حکومتی اعداد وشمار ہیں اگر ہم ورلڈ بنک اور عالمی اعداد وشمار کا جائزہ لیں تو پاکستان کی 40 فیصد آبادی خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ خطِ غربت کا مطلب ہوتا ہے ان لوگوں کی آمدن ایک اور دو ڈالر کے درمیان ہے لہٰذا خطِ غربت سے نیچے زندگی گزارنے والے خاندان 60 روپے سے 120 روپے روزانہ کماتے ہیں۔ یہ رقم بھی انتہائی کم ہے اور دنیا کا کوئی وزیرخزانہ اپنی تمام کوشش کے باوجود 60 سے 120 روپے میں 6 افراد کے خاندان کو گزر بسر نہیں کرواسکتا۔

ان حقائق کو دیکھا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے اس مسئلے کا حل کیا ہے؟ اگر حکومت بہت بڑا کمال کردے گی تو وہ بیت المال کے بجٹ میں دوگنا اضافہ کردے گی یعنی 25 ارب روپے کی بجائے 50 ارب روپے ان لوگوں کو دینا شروع کردے گی۔ سوال یہ ہے کیا 13 سو روپے ماہانہ ایک کروڑ لوگوں میں تقسیم کرنے سے معیشت بہتر ہو جائے گی چنانچہ حکومت کو کیا کرنا چاہیے۔ میرا خیال ہے حکومت کو ان لوگوں میں پیسے تقسیم کرنے کی بجائے ان لوگوں کے روزگار کا بندوبست کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی کو بے ہنر پیدا نہیں کرتا۔ پسماندہ سے پسماندہ ترین انسان بھی کوئی نہ کوئی ہنر ضرور جانتا ہے۔ اگر حکومت گراس روٹ لیول تک جائے، ان لوگوں کے ہنر اور صلاحیتوں کا اندازہ لگائے اور ان کے لیے ان کی رہائش کے گردونواح میں کام کا بندوبست کردے تو میرا خیال ہے یہ لوگ نہ صرف اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتے ہیں بلکہ اس سے ملکی معیشت میں بھی اضافہ ہوسکتا ہے۔ میں اس معاملے میں لاہور کے ایک ادارے اخوت کی مثال دوں گا۔ اخوت نے آج سے 5 برس پہلے انتہائی غریب لوگوں کو 10 ہزار روپے بلاسود قرض دینے کا کام شروع کیا۔ یہ ادارہ اب تک 12 ہزار خاندانوں کو قرضہ دے چکا ہے۔ اس قرضے کی برکت سے آج 12 ہزار خاندان اپنے قدموں پر کھڑے ہو چکے ہیں۔ ان 12 ہزار خاندانوں میں سے کوئی شخص ڈیفالٹر نہیں ہوا، ان لوگوں نے نہ صرف اور خوددار زندگی بھی گزار رہے ہیں۔ میں خود بھی اس ادارے کا ڈونر ہوں اور میری طرح بے شمار کاروباری لوگ بھی اس نیک کام میں اخوت کا ساتھ دے رہے ہیں۔

میں کبھی کبھی سوچتا ہوں ایک شخص ایسا ادارہ بنا سکتا ہے اور اگر ایک ادارہ 12 ہزار لوگوں

کی زندگی میں تبدیلی لا سکتا ہے تو حکومت ایسے ادارے کیوں نہیں بنا سکتی اور وہ گراس روٹ لیول پر جا کر لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلیاں کیوں نہیں لا سکتی؟ میرا خیال ہے ہماری حکومت کی اپروچ درست نہیں۔ ہماری حکومت صرف امراء صنعتکاروں اور جاگیرداروں کیلئے پالیسیاں بناتی ہے، اس کے پاس غریبوں کے لیے وقت نہیں۔ ہماری حکومت یہ سمجھتی ہے انہوں نے 30 لاکھ خاندانوں میں 25 ارب روپے تقسیم کر کے اپنا حق ادا کر دیا ہے جبکہ یہ حق اس وقت تک ادا نہیں ہوتا جب تک حکومت غریب لوگوں کی کلہاڑیوں میں دستے نہیں ٹھونکتی۔